Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، ۹ اخاء ۱۳۶۹ ہش، ۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۷۹

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دیکھو جب تک تار برقی نہ نکلی تھی اس وقت اگر کوئی بیان کرتا کہ ایک سیکنڈ میں اتنی دور تک خبر پہنچ جاتی ہے تو کون یقین کرتا۔ مگر اب جب مشاہدہ میں آگیا تو سب نے مان لیا۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کی لا انتہا قدرتوں کا احاطہ کون کر سکتا ہے۔ جب معمولی باتیں انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتیں تو خدا تعالیٰ کے بعض افعال اگر سمجھ میں نہ آئیں تو ان کا انکار نہیں چاہیئے بلکہ سچے دل سے ایمان لانا چاہیئے کیونکہ جتنا کسی کو خدا تعالیٰ پر یقین ہوتا اتنی ہی وہ اس کی مدد کرتا ہے اور جیسی ایمان کی حالت ہو اتنا ہی اسے اسباب میں ڈالتا ہے۔ خود ہم نے خدا تعالیٰ کی ایسی قدرتوں کے نمونے دیکھے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۴۲۳)

"یہ دن ایسے ہیں کہ گویا آسمان کی زمین کے ساتھ کُشتی ہے۔ بالکل غیر معمولی دن ہیں اور غیر معمولی واقعات ہر طرف سے پیش آرہے ہیں اور اپنے غیر معمولی ہونے میں روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ کہیں زلازل ہیں۔ کہیں طوفان آرہے ہیں۔ کہیں لڑائیوں میں مخلوق ماری جاتی ہے۔ کہیں طوفان سے لوگ تباہ ہو رہے ہیں، کہیں آگ لگ رہی ہے۔ مگر افسوس کہ لوگ ان سب باتوں کو معمولی سمجھ کر اپنی غفلت میں حسب معمول سوئے ہوئے ہیں۔ اور کچھ فکر نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کا منشا اور ہے اور لوگوں کے ارادے کچھ اور ہیں۔ راستباز اطاعت اور اعمال سے پہچانا جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۴۳۶)

انسانی وجود کی پیدائش اللہ کا عظیم احسان ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ آپ سے راضی ہو

دیکھو سب سے بڑا اور عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ ہم کو پیدا کیا۔ اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد۔ اگر کوئی بھلی راہ بتلا سکتا ہے یا علم بڑھا سکتا ہے۔ مال دے سکتا ہے۔ غرض کہ کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والے کا وجود ہوتا ہے۔ تب جا کر وہ مدد دینے والا مدد دینے کے قابل ہوتا ہے۔ غرض تمام انعاموں کے حاصل کرنے سے پیشتر جو کسی غیر سے ہوں پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالیٰ کا یہ ہے کہ اس نے ہم کو اور اس چیز کو جس سے ہمیں راحت پہنچے اور جس نے ہمیں راحت پہنچائی اور اس کو وجود عطا کیا۔ پھر صحت و تندرستی عطا کی۔ اگر ذرا بھی بیمار ہو جاوے تو تمام راحت رساں چیزیں بھی راحت رساں نہیں رہتیں۔ دانت درد کرے تو اس کا نکالنا پسند ہو جاتا ہے آنکھ دکھ دینے کا باعث بن جاوے تو نکالنا ہی پڑتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں کو جو احسانات کا مطالعہ نہیں کرتے خبر بھی نہ تھی غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوتے ہیں۔ ان میں سے اوّل اور بزرگ ترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔" (خطبہ جمعہ ۶ر اکتوبر ۱۸۹۹ء)

ضرورت معلمین

نظارت اصلاح وارشاد مقامی میں چند معلمین کی اسامیاں خالی ہیں۔ دینی خدمت کے خواہش مند احباب اپنی درخواستیں تفصیلی کوائف کے ساتھ بمعہ تصدیق امیر/صدر جماعت احمدیہ بھجوائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ)

خصوصی درخواست دعا

ربوہ: ۸ اخاء (اکتوبر) حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ۷ اکتوبر کی رات گیارہ بجے موصول ہونے والی اطلاع یہ ہے کہ "صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ ڈاکٹروں نے آج بھی معائنہ کیا ہے۔ انہوں نے صحت کی بہتری کی رفتار پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔"

احباب جماعت خصوصی توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ رحیم و کریم خدا اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو جلد از جلد شفایابی عطا کرے۔

محفوظ تحریریں

لندن
۲۵-۶-۱۳۶۸/۱۹۸۹

مکرم مبشر احمد صاحب گوندل

آپ کا خط موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ ظاہر و باطن کو پاکیزہ اور خوش نما بنائے۔ حسن فطرت کو جلا بخشے۔ اللہ آپ کو راحت دل اور تسکین جاں عطا فرمائے۔ اللہ آپ کے ایثار و قربانی کو قبول فرمائے۔ ساری مشکلات دور کر دے۔ اور اپنی رضا کی دائمی جنت نصیب فرمائے۔ آپ کی مخلصانہ قربانیاں تاریخ احمدیت کا ایک سنہری باب ہیں جو ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ خدا آپ کو دونوں جہانوں کی حسنات سے نوازے اور مقدر روشن فرمائے اور آپ سر تا پا اسکی رضا کے زیور سے آراستہ ہوں۔ میری دلی دعائیں آسمانی فیض کی صورت میں آپ پر برسیں۔"

خاکسار
مرزا طاہر احمد
امام جماعت احمدیہ (الرابع)

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ تمام مریضوں کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۹ر اخاء ۱۳۶۹ہش ۹ر اکتوبر ۱۹۹۰ء

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود ساری دنیا کے لئے رحمت کا موجب ہے۔ آپؐ کی تعلیم نے نہ صرف انسانوں کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے بلکہ ہر حیوان ۔ چرند اور پرند ۔ اور ہر نوع کی مخلوق چاہے وہ نباتات اور معدنیات ہی کیوں نہ ہوں حضور اقدسؐ کی تعلیم سے بہرہ مند ہوئے ہیں اور اس میں ان کی بہتری کے سامان موجود ہیں۔ اسی لئے حضور اقدسؐ کو رحمت اللعالمین کہا گیا۔ ہر شخص جس جس قدر اس کی سوجھ بوجھ اور اس کی معرفت اسے رہنمائی کرتی ہے حضور اقدسؐ کی تعلیم سے بہرہ ور ہوتا ہے اور جس جس قدر کوئی زیادہ بہرہ ور ہوتا ہے اسی قدر اس کی زندگی بہتر اور درجہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ سب سے پہلی مثال تو ہمارے سامنے ان لوگوں کی ہے جو حضور اقدسؐ کی آمد سے پہلے دنیا کے سب سے زیادہ غیر متمدن اور غیر مہذب لوگ تھے۔ لیکن حضورؐ کے بابرکت دامن سے وابستہ ہو کر سب سے زیادہ متمدن اور مہذب بن گئے۔ جب وہ حضور اقدسؐ کی تعلیم کی مشعل لے کر نکلے تو استادِ زمانہ کہلائے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس قدر عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اسکے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اسکی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا کہ حق شناخت کا ہے اس کے مرتبے کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اور اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اسکی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہے ہر ایک فیض کا۔ اور جو شخص بغیر اقرار اور افاضہ کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے۔"

اگر کوئی فرد واحد ایسا ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں انسانوں کی بہترین رہنمائی کر سکتا ہے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور اقدسؐ کی تعلیمات انسانی زندگی کے ہر گوشے پر روشنی ڈالتی ہیں اور انسان کو آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی ہیں۔

کون جیتے گا کون ہارے گا
یہ تو قسمت کی بات ہے، اے دوست
دن ہے اپنے مقدرات میں، یا
اک مصیبت کی رات ہے، اے دوست

ـــــ ابوالاقبال

میری آرزو

"عالمِ باعمل و عاشقِ قرآن بنوں"

آرزو ہے یہ کسی کی کہ سخندان بنوں
ناقۂ عشق و محبت کا حدی خوان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ بن جاؤں مقرر اچھا
دھاک تقریر کی ہو ثانیٔ سحبان بنوں

ہے تمنا یہ کسی کی کہ سیاست میں بڑھوں
رہنما قوم کا، ملت کا نگہبان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ اے کاش ہو شہرت حاصل
جس کا ہر گھر میں ہو چرچا میں وہ انسان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ مل جائے خزانہ مجھ کو
مال و دولت ہو بہت صاحبِ سامان بنوں

کوئی کہتا ہے کہ مل جائے حکومت مجھ کو
سکہ چلتا ہو مرا صاحبِ فرمان بنوں

آرزو ہے یہ کسی کی کہ بڑھوں حکمت میں
بو علی سینا بنوں ہمسرِ لقمانؑ بنوں

کوئی کہتا ہے کہ بن جاؤں میں ایسا شہزور
رستمِ وقت نہیں، رستمِ ازمان بنوں

الغرض جتنے ہیں دل اتنی تمنائیں ہیں
ہے خلاصہ یہ سبھی کا کہ میں ذیشان بنوں

ہاں مرے دل میں بھی ہے ایک تمنا مولیٰ
وہ اگر پوری ہو تو بندۂ احسان بنوں

آرزو تیرے ظفرؔ کی ہے یہی بچپن سے
عالمِ باعمل و عاشقِ قرآن بنوں

ظفر محمد ظفرؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچّوں کی بہبود

بچے ہمارا مستقبل ہیں اس لئے ان کی بہبود کے لئے جتنا کچھ بھی کہا جائے کم ہے اور جتنی بار کچھ کہا جائے وہ ضرورت سے کم ہوگا۔ کبھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بات بہت دہرائی جا چکی ہے۔ اب دہرانے کی ضرورت نہیں۔

دنیا بھر میں مختلف پروگرام عالمی سطح پر عمل میں لائے جاتے ہیں تاکہ بچوں کی صحت، ان کی بہبود اور ان کی طول عمری کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے کیا جائے۔ اس وقت ترقی پذیر ممالک میں ہر روز چالیس ہزار بچے پانچ سال کی عمر سے کم عمر میں فوت ہو رہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ان اموات کا روکنا خاصا آسان ہے اور کم خرچ بھی۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ جو پروگرام بھی بنائے جائیں ان پر شدت کے ساتھ اور لگن کے ساتھ کام کیا جائے۔ جس طرح سیاسی لوگ اپنی کامیابی کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کو چاہیئے کہ بچوں کی زندگی بچانے اور انہیں بہتر خطوط پر زندگی بسر کرنے کے مواقع مہیا کریں۔ ان چالیس ہزار اموات میں سے ۲/۳ وہ بچے ہیں جو اسہال، خسرہ، ٹیٹنس جبکہ ابھی بچہ نوزائیدہ ہوتا ہے اور سانس کی انفکشن کی تکالیف سے (جسے نمونیہ بھی کہا جا سکتا ہے) ہلاک ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان بیماریوں کے علاج کا تعلق ہے اسہال ہوں تو جسم میں پانی کی کمی کو دور کیا جانا چاہیئے۔ نمونیا ہو تو اینٹی بائٹک سے علاج کرنا چاہیئے۔ خسرے کے لئے پہلے سے حفاظتی تدابیر پر عمل ہونا چاہیئے اور اسی طرح دیگر بیماریاں ٹیٹنس اور پولیو بھی رفع کی جا سکتی ہیں۔

جہاں تک منہ کے ذریعے جسم میں پانی کی مقدار کو بڑھانے اور متوازن کرنے کا سوال ہے کہا جاتا ہے کہ یہ اس صدی کی سب سے اہم دریافت ہے اس کے ذریعے بچوں کو مائع یعنی پانی وغیرہ اور نمک اور گلوکوز دیئے جاتے ہیں اور پانی کی کمی کو، جو اسہال کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہے، دور کیا جاتا ہے۔ اس علاج کے ذریعے اکثر اموات کو روکا جا سکتا ہے جہاں تک اس علاج کے اجزاء کا تعلق ہے یہ نہایت کم قیمت پر فروخت کئے جا رہے ہیں۔ یعنی ان اجزاء کو ملا کر جو پیکٹ بنتا ہے اس کی قیمت بہت کم ہے۔

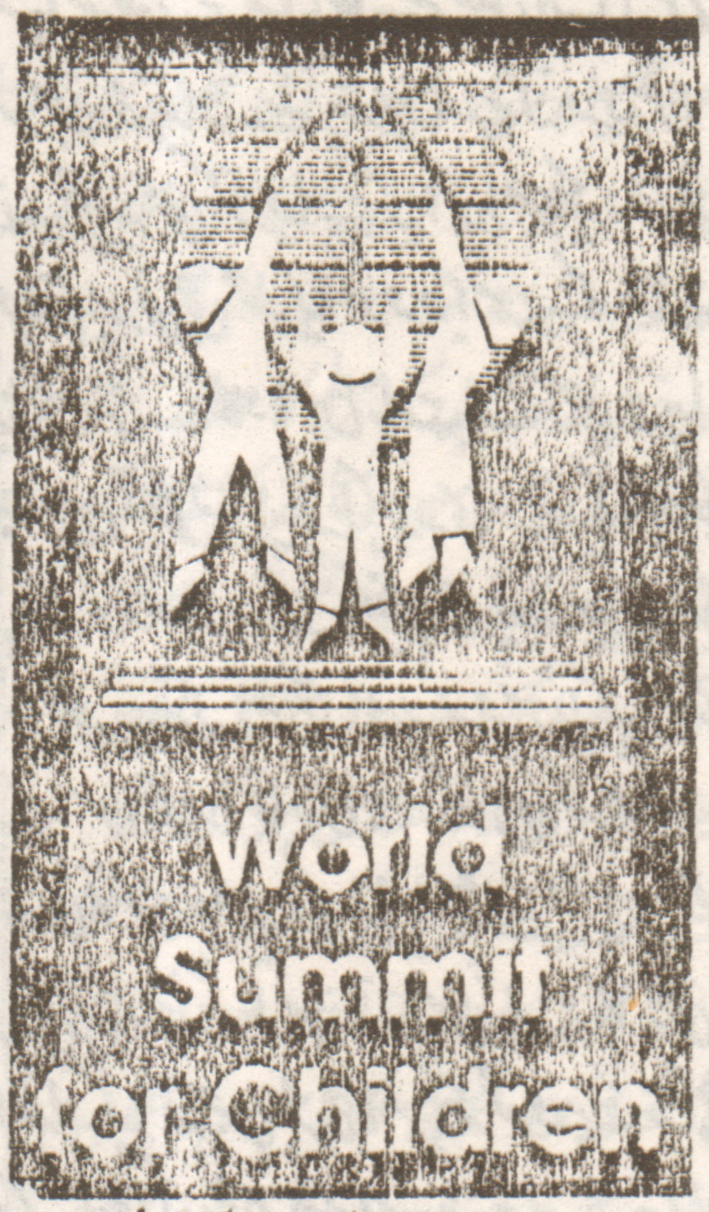

اندازہ لگایا گیا ہے کہ گیارہ ہزار بچے جو اسہال سے ہر روز موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اُن میں سے سات ہزار ایسے ہیں جن کے جسم میں پانی کی کمی واقع ہو گئی ہوتی ہے حالانکہ اس کمی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ جب اس بات پر بھی غور کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ایسے لوگ جو صحت کے متعلق دوسروں کو ہدایات دے سکیں ان کی پوری طرح تربیت نہیں کی جاتی۔

مزید سات ہزار بچے سانس کی انفکشن یعنی زیادہ تر نمونیہ کی وجہ سے فوت ہوتے ہیں اور اس بیماری میں زیادہ سے زیادہ ایک ڈالر کے اینٹی بائیوٹک استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں چیزیں گزشتہ بیس سال سے فراہم کی جارہی ہیں لیکن اس کے باوجود اس عرصے میں ۱۰ کروڑ بچے اسہال کی وجہ سے جسم میں پانی کم ہو جانے کے نتیجے میں یا نمونیا کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں۔

جہاں تک خسرے کا تعلق ہے اب بھی چار ہزار بچے اس بیماری سے روزانہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اگرچہ گذشتہ دس سالوں میں اس کے حفاظتی انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ اس کے لئے بھی نہایت کم قیمت کی ویکسین میسر آجاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں صحیح خوراک کا میسر نہ آنا اور غربت ایسی باتیں ہیں جن سے خسرہ موت کا باعث بنتا ہے۔

جہاں تک ٹیٹنس کا تعلق ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ روزانہ نوزائیدہ دو ہزار بچے اس بیماری سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسی بیماری ہے کہ اگر احتیاط کی جائے۔ خاص طور پر بچے کی پیدائش کے وقت۔ اور اس کی ناف کے کاٹنے سے انفکشن کو روکا جا سکے تو یہ بچے موت کے منہ سے بچ سکتے ہیں۔ اگر بچے کی پیدائش کے وقت یہ خطرہ ہو کہ شاید ناف صحیح طور پر نہ کاٹی جا سکے تو حاملہ عورتوں کو ٹیکہ لگوانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ماں اور نوزائیدہ بچہ دونوں سلامت رہیں۔

حفاظتی تدابیر میں جو ۶ ویکسین استعمال کئے جاتے ہیں ان کے عدم استعمال سے سب سے زیادہ خسرہ اور ٹیٹنس کی وجہ سے اموات واقع ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک عالمی حفاظت اطفال کا پروگرام گزشتہ دس سال سے عمل میں لایا جا رہا ہے۔ یونیسف اور ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ ایک سال سے کم عمر بچوں کی ۸۰ فی صد تعداد کو سال کے آخر تک ٹیکے لگ جانے چاہئیں اگرچہ ۱۹۸۹ء میں یہ پروگرام مکمل ہو جانا چاہیئے تھا لیکن ایسا کیا نہیں جا سکا۔ صرف ۷۰ فی صد بچوں کو ٹیکے لگائے جا سکے ۱۹۸۰ء میں پروگرام یہ تھا کہ ۸۰ فیصد بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگ جانے چاہئیں لیکن گذشتہ دس سال میں ۲۰ لاکھ بچوں ہی کو ہر سال بچایا جا سکا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تیس لاکھ بچے اب بھی ہلاک ہو رہے ہیں اور لاکھوں بچے جو زندہ بچ جاتے ہیں۔ وہ دوسری بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۸۰ فی صد بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگانا کوئی جادو کی چھڑی تو نہیں ہے لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ صحت کے میدان میں جو اندازے لگائے گئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ اگر اکثریت ان بیماریوں سے محفوظ ہو تو سمجھا جا سکتا ہے کہ سب لوگ ان سے محفوظ ہیں۔ اگرچہ ایسا کرنے میں بہت سی مشکلات ہیں۔ لیکن اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیئے کہ بارہ کروڑ بچوں کو جو ہر سال ترقی پذیر ملکوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ٹیکے لگانا کسی خاص مالی بوجھ کا باعث نہیں بنتا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ لوگ عمومی طور پر اس بات کا احساس کریں اور دوسروں کو احساس دلائیں کہ یہ کام ہم نے کرنا ہے۔

بنگلہ دیش کا ذکر کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ اگرچہ یہ دنیا کی سب سے غریب مملکتوں میں سے ایک مملکت ہے لیکن یہاں آج سے پہلے حفاظتی ٹیکوں کی تعداد پہلے ۱۰ فی صد تھی لیکن اب ۵۰ فی صد سے زیادہ ہے اور عنقریب ۸۰ فی صد کا ہدف حاصل کر لینے کا امکان ہے۔ اس سلسلے میں والدین کو پانچ دفعہ کلینک جانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور اس پر زیادہ سے زیادہ ایک بچے کے لئے دس ڈالر استعمال ہوتے ہیں۔ اس دس ڈالر کی رقم میں دوائیوں کا مہیا کرنا ان کا تقسیم کرنا اور ان کا کسی جگہ پر سٹور کرنا شامل ہے۔ عام طور پر جن ممالک میں یہ پروگرام جاری کئے گئے ہیں انہوں نے ۸۰ فی صد اخراجات خود برداشت کئے ہیں اور باقی ماندہ یعنی ۲۰ کروڑ سالانہ عالمی امداد کے ذریعے مہیا کئے جاتے ہیں اور اس کے ذریعے ۳۰ لاکھ بچوں کی جانیں بچائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ رقم دو بوئنگ ۷۴۷ ہوائی جہازوں کی قیمت سے بھی کم ہے۔ ان حفاظتی ٹیکوں کے لگوا لینے سے صحت بہتر ہو جانے کے نتیجے میں دیگر امراض سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

لیکن عالمی اداروں کا یہ کہنا ہے کہ دوائیں مہیا کر دینا کافی نہیں ہے۔ دوائیوں کے فراہم کر دینے کے بعد ان کو احتیاط سے رکھنا جہاں فریج میں ۴ اور ۸ ڈگری سیلسیز ہونے چاہئیں یعنی ۴۰ اور ۴۴ فارن ہائٹ وہاں رکھی جائیں تو یہ کارآمد رہ سکتی ہیں ایسے گاؤں جہاں بجلی نہیں ہے وہاں ان دواؤں کو محفوظ رکھنے کے لئے خاصی مقدار میں برف دوسرے مقامات سے لانی پڑتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر گاؤں کے لوگ اپنے بچوں کو خود ہی ٹیکے نہ لگوانا چاہیں تو اس کا کیا علاج۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین کو پوری معلومات فراہم کر کے اس بات کے لئے تیار کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو ٹیکے لگوائیں۔ اگرچہ اس سلسلے میں متعدد مشکلات کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر حکومتوں کے ارادے اور عوام الناس کے فیصلے اور والدین کی اس سلسلے میں خواہشات لیکن یہ بات دہرانا مفید ہو گا کہ یہ سب کچھ بچوں کی زندگیاں بچانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

(ان۔س)

پروف ریڈر کی ضرورت

ادارہ الفضل کو ایک پروف ریڈر کی ضرورت ہے۔ امیدوار معقول تعلیم یافتہ ہو اور الفضل میں مستقل ملازمت کی خواہش رکھتا ہو۔ عربی جاننے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ تنخواہ کا فیصلہ حسب لیاقت ہوگا۔

(ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون-سین

اردن کا مخمصہ

اردن کا موقف یہ ہے کہ امریکہ کی سربراہی یا رہنمائی میں جو فوجیں خلیج میں اکٹھی ہو چکی ہیں انہیں واپس بلایا جائے تا کہ عرب اقوام عراق کے کویت کے ۲ اگست کے قبضے کے متعلق خود غور و فکر کر کے کسی فیصلے پر پہنچ سکیں لیکن اردن عراقی قبضے کی مخالفت کرتا ہے اور سختی سے تو نہیں لیکن کسی حد تک عراق کی ناکہ بندی میں بھی حصہ لے رہا ہے۔ اس سے پہلے اگست کے مہینے کے آخری ایام میں عراق کے وزیر خارجہ طارق عزیز اچانک اردن پہنچ گئے تھے تا کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے گفتگو کر سکیں۔ لیکن اس گفتگو نے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچایا اب پھر طارق عزیز اچانک عمان پہنچ گئے اور جاتے ہی انہوں نے شاہ حسین سے گفت و شنید شروع کر دی۔ کہتے ہیں کہ وہ شاہ حسین کے لئے صدر صدام کا ایک پیغام بھی لے کر گئے ہیں اسی دوران وزرائے خارجہ امریکہ و روس نے ایک غیر معمولی میٹنگ کا انعقاد کر کے اردن کے کراؤن پرنس حسن سے گفت و شنید کی ہے اور انہیں اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ عراق کی ناکہ بندی میں اردن پوری طرح اور خلوص دل سے حصہ لے۔ اس گفت و شنید کے دوران اردن کی اقتصادی حالت بھی زیر بحث آئی۔ میٹنگ کے آغاز ہی میں امریکہ کے وزیر خارجہ نے صحافیوں کو بتایا کہ ان کا خیال ہے کہ ہم سب لوگ اردن کی مجبوریوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ اردن پر جو ناکہ بندی کے بُرے اثرات پڑیں گے ان کو زائل کرنے کیلئے بہت سے ممالک ہر قسم کی امداد دینے کیلئے تیار ہیں۔ گذشتہ روز شہزادہ حسن نے کہا کہ عمان کو اس بات پر مجبور نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ مکمل ناکہ بندی کر کے اپنی اقتصادی خودکشی کا اہتمام کرے انہوں نے کہا کہ ہم صرف فنڈز نہیں حاصل کرنا چاہتے بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ فنڈز کس طرح استعمال کئے جائیں گے یہ بات کہ دونوں وزرائے خارجہ ایک ہی وقت میں حسن سے ملے ظاہر کرتی ہے کہ دونوں سپر طاقتیں کس حد تک آپس میں تعاون کرنے کے لئے تیار رہیں تا کہ عراق پر دباؤ ڈال کے اسے کویت خالی کرنے پر مجبور کیا جائے۔ چین نے بھی گذشتہ روز عراق پر زور دیا ہے کہ وہ کویت سے اپنی فوجیں نکال لے اور عرب اقوام جو فیصلے کریں۔ ان کی وہ پابندی کرے چین کے وزیر خارجہ نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو بتایا ہے کہ ان کی حکومت تمام متعلقہ پارٹیوں سے اس بات کی خواہش رکھتی ہے کہ وہ دھیمے پن سے چلیں اور جنگ سے گریز کریں۔ کیان نے اپنی تقریر چینی زبان میں کی اور اس کا ترجمہ ان کے ایک ترجمان نے سنایا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عراق کا کویت پر حملہ کر کے اسے اپنا علاقہ قرار دینا اقوام متحدہ کے چارٹر کے خلاف ہے اور اس طرح عالمی سیاسی اخلاق کو عراق نے پاؤں تلے روندا ہے۔ البتہ چین کو اس بات پر تشویش ہے کہ امریکہ نے اتنے زیادہ فوجی خلیج میں لا کر کھڑے کر دیئے ہیں۔ چین نے طاقت کے استعمال کو سرے سے ناقابل قبول قرار دیا ہے اگرچہ سیکورٹی کونسل کے تمام ریزولیوشنز کی حمایت کا اعلان بھی کیا ہے۔ ان تمام ریزولیوشنز میں عراق کے کویت پر حملے اور اسے اپنے آپ میں ضم کر لینے کی مذمت کی گئی ہے۔

خلیج کی جنگ

اس بات کا امکان روز بروز بڑھتا معلوم ہوتا ہے کہ خلیج کے علاقے میں جنگ چھڑ جائے گی۔ اور آہستہ آہستہ دیگر علاقے بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ تقریباً ہر روز کوئی نہ کوئی ایسی بات فریقین کی طرف سے سامنے آجاتی ہے جو اس معاملے کو مزید گھمبیر کر دیتی ہے۔ اب صدر صدام نے جو یہ اعلان کیا ہے کہ سفارت خانوں میں غیر سفارتی لوگوں (اپنے ہم وطنوں) کو جگہ دینے کو جاسوسی کا عمل سمجھا جائے گا۔ اسی سے دیگر ممالک کی پریشانی بھی بڑھی ہے۔ اور وہ جنگ کے زیادہ قریب بھی آگئے لگتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں روس کے وزیر خارجہ نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ روس امریکہ کے ساتھ پوری طرح اتحادی بن کر صدام کی مخالفت کرے گا۔ پہلے روس کا یہ خیال تھا کہ اس سارے معاملے کو سیاسی طور پر نمٹانا چاہیئے لیکن اب اس موجودہ بیان سے پتہ چلتا ہے کہ روس نے یہ تہیہ بھی کر لیا ہے کہ اگر امریکہ نے عراق پر فوجی حملہ کیا تو وہ اس کے شانہ بشانہ لڑے گا۔ اس بات نے بھی دنیا بھر میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ امریکہ اور روس ایک دوسرے کے اس قدر اتحادی بن گئے ہیں کہ جنگ ہوئی تو وہ دونوں شانہ بشانہ لڑیں گے۔

وزیر خارجہ روس نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ جس طرح امریکہ کو ویت نام میں زک اٹھانی پڑی تھی اسی طرح سوویت یونین کو بھی افغانستان میں زک اٹھانی پڑی اور اسی لئے ان کا خیال یہ تھا کہ وہ کسی بیرونی ملک میں اس طرح دوبارہ دخل نہیں دیں گے اور کہ انہوں نے اب یہ سبق سیکھ لیا ہے کہ اس طرح دخل کسی طرح بھی مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان کی تقریر کا اصل موضوع یہی تھا کہ وہ امریکہ کے ساتھ مل کر نہ صرف سیاسی حل تلاش کریں گے بلکہ فوجی حل کے لئے بھی دونوں کی مساعی باہم دگر اکٹھی چلیں گی۔ اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خلیج میں جنگ چھڑ جانے سے تمام عرب ممالک متاثر ہوں گے اور ان کے ساتھ دیگر اسلامی ممالک بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس میں حصہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے اور ساری دنیا کو تیل کی عدم فراہمی کی وجہ سے ایسا نقصان پہنچے گا جس کا آسانی سے ازالہ نہیں کیا جا سکے گا۔ باقی دنیا کی بات تو الگ رہی اسلامی ممالک اب اس بات پر زیادہ پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ جنگ قریب آتی ہوئی نظر آرہی ہے اور اسلامی ممالک روز بروز خسارے میں جا رہے ہیں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ اس جنگ کے نتیجے میں عرب اور دیگر اسلامی ممالک انتہائی طور پر کمزور اور غریب ہو جائیں گے۔ دوسری طرف یہ بات بھی پیشِ نظر رکھنے والی ہے کہ ہندوستان، اسرائیل اور مغربی ممالک اس جنگ سے خاصا اقتصادی اور سیاسی فائدہ اٹھائیں گے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت کو تلقین فرمائی ہے کہ یہ وقت خاص طور پر اسلامی ممالک کے لئے دعا کا وقت ہے اور ہمیں نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اسلامی ممالک کو خاص طور پر اور دنیا کے دوسرے حصوں کو عام طور پر جنگ سے محفوظ رکھے اور دنیا کو امن و امان کی زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔

بچوں کیلئے سیمینار

بچوں کے دو روزہ عالمی سیمینار میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا گیا کہ بچوں کے لئے بہتر ماحول پیدا کیا جائے۔ ہوا اور پانی صاف ہونے چاہئیں۔ اور ان کی غذا میں پوری غذائیت ہونی چاہیئے۔ اور اگر وہ اسہال سے بیمار ہوں تو انہیں او۔ آر۔ ایس۔ ملا پانی دینا چاہیئے۔ یا اور گھر میں جو کچھ پلانے کے لئے موجود ہو اور اگر بچے کی عمر ۴ ماہ سے زیادہ ہو تو اسے نرم غذا یعنی پتلی کھچڑی یا مسلا ہوا کیلا یا اور ایسی ہی نرم غذائیں دینی چاہئیں۔ نیز اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ ان پر عمل درآمد کرانے کے لئے تعلیم کو عام کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ تعلیم سے باقاعدہ سکول کی تعلیم بھی مراد ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ لوگوں کو علم مہیا کیا جائے یا واقفیت یا آگاہی مہیا کی جائے کہ کس طرح بچوں کی پرورش کرنے سے ان کی صحت بحال رہ سکتی ہے۔ اگر ماؤں کو خاص طور پر یہ باتیں بتائی جائیں تو یقیناً بہت سے بچوں کو موت کے منہ سے بچایا جا سکتا ہے۔

عراق میں غیر ملکی

بہت سے غیر ملکی عراق سے جا چکے ہیں لیکن اس کے باوجود بہت سے غیر ملکی سڑکوں پر اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ سری لنکا کے لوگ فٹ پاتھوں پر سو رہے ہیں اور سڑکوں پر گھوم پھر کر اپنے دن رات بسر کر رہے ہیں وہ بیچارے خوراک کے لئے تگ و دو کرتے کرتے ہار گئے لگتے ہیں۔ ایک سفارت کار نے بتایا کہ ہم نے اپنے لوگوں کے لئے چاول خریدنے چاہے لیکن عراقی حکومت نے انہیں چاول خریدنے سے منع کر دیا اور کہا کہ یہ چاول تو عراقیوں کے لئے ہیں۔ فلپائن کی حکومت کے سفارتخانے نے اپنی عمارت کے دروازے پر ایک نوٹس

باقی ص۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتصار احمد نذر

چند روز کوہساروں کے دیس میں

۱۲ جولائی کو صبح سات بجے ہم سکردو کی فضاؤں میں محو پرواز تھے اور جہاز اپنے پر پھیلائے مسلسل سکردو ائیرپورٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں جب سب مسافروں نے اپنی اپنی بیلٹس باندھ لیں تو جہاز رن وے پر اتر آیا۔

جہاز سے باہر نکلے تو سامنے سکردو ائیرپورٹ کی مختصر سی عمارت دیکھ کر سخت حیرانگی ہوئی۔ تاہم یہ عمارت جملہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے اور روزانہ ایک جہاز راولپنڈی سے مسافروں کو لے کر سکردو آتا ہے۔

ہماری طرح اور بھی بہت سے مسافر جہاز سے اتر کر مختلف گاڑیوں میں سکردو شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم نے اپنا سامان ایک گاڑی میں رکھا اور سکردو شہر کو چلے جو ائیرپورٹ سے ۹ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے سکردو ائیرپورٹ گمبہ سکردو میں ہے جہاں اردگرد کوئی آبادی نہیں اس لئے یہاں اترنے والے مسافر یا تو سکردو شہر چلے جاتے ہیں یا شنگریلا۔ ہم سکردو شہر پہنچے تو یادگار چوک کے پاس ایک ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لیا۔ سکردو ہمارے اس سفر کی پہلی منزل تھی جہاں ہم خدا کے فضل سے بخیریت پہنچ گئے تھے۔ ہم چند دوست عامر ارشاد، عبدالرزاق، محمد طاہر ندیم، ملک طاہر حیات اور راقم الحروف ہمسفر تھے۔ ہم سب دوست اور بہت سے نوجوانوں کی طرح جذبۂ مہم جوئی کی تکمیل کے لئے یہ سوچ کر اس سفر پر نکلے کہ ع

سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

ہوٹل میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد سدپارہ جھیل دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ جھیل سکردو شہر سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ہم نے پیدل ہی جھیل پر جانے کا راستہ اختیار کیا اور دو گھنٹے میں ہم سدپارہ جھیل پہنچ گئے۔ جھیل پر پہلی نظر پڑی تو بے ساختہ اس کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کرنا پڑی۔ یہ جھیل بلند و بالا پہاڑوں اور سرسبز درختوں میں گھری ہوئی ہے اور اس کے عین درمیان میں ایک جزیرہ نما ٹیلہ ہے جہاں پہنچنے کے لئے موٹر بوٹس استعمال کی جاتی ہیں۔ مجھے پچھلے سال جون میں جھیل سیف الملوک دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر سدپارہ جھیل زیادہ پسند آئی۔ جھیل سیف الملوک کی برف مکمل طور پر نہیں پگھلی تھی اور اس پر برف کے بڑے بڑے ٹکڑے تیر رہے تھے مگر سدپارہ جھیل کی سطح کا صاف شفاف پانی دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے سبز مخملی چادر بچھا دی ہو۔ جھیل سے ٹکرا کر آنے والی ہوائیں سرد اور خشک تھیں اس لئے سردی کا احساس ہونے لگا۔ جھیل کے کنارے پر پانی کا ایک چشمۂ صافی رواں تھا جس سے اپنے تشنہ لبوں کی پیاس بجھائی۔ کوئی دو گھنٹے تک ہم سب جھیل کے خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہوتے اور پھر خوشگوار یادیں لئے وہاں سے لوٹے شام کے سائے ڈھلنے تک ہم سکردو واپس پہنچ گئے۔

اگلے روز ہم شیگر جانا چاہتے تھے مگر جیپ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نہ جا سکے چنانچہ شنگریلا کے لئے رخت سفر باندھا۔ شنگریلا سکردو سے گلگت جانے والی شاہراہ پر تیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں سب سے اہم جگہ شنگریلا ہوٹل ہے جو ایک جھیل کے کنارے مختلف ہٹ (HUT) لگا کر بنایا گیا ہے۔ چونکہ ہم نے پہلے سے ہوٹل کی بکنگ نہیں کروائی تھی۔ اس لئے گیٹ پر ہی ہمیں روک لیا گیا۔ تاہم جھیل کے ایک کنارے پر بیٹھ کر ہم نے فوٹوگرافی کی مجھے تو جہاز سے بھی اس جھیل کا نظارہ کرنے کا موقع ملا تھا۔ یہ سارا دن ہم نے شنگریلا میں گزارا۔ واپسی کے لئے ہمارے پاس گاڑی یا جیپ نہیں تھی لیکن چانڈکا میڈیکل کالج کے چند طلباء کی دعوت پر ان کی ویگن میں سوار ہو کر سکردو پہنچ گئے۔ ابھی تک ہمیں شیگر دیکھنے کا شوق و ولولہ تھا۔ چنانچہ ہم صبح ہی صبح جیپ کا انتظام کر کے روانگی کے لئے تیار تھے۔ شیگر کا راستہ بہت منفرد اور جدا ہے کہیں تو بلند و بالا پہاڑوں کے بیچ میں بل کھاتی ہوئی شکستہ سڑک ہے اور کہیں صحرا نما ریت کے ٹیلے اور ان کے بیچ کچی سڑک کہ اگر آندھی چلے تو اس سڑک کا نام و نشان مٹا دے اور جیپوں کو نئے سرے سے راستہ تلاش کرنا پڑے۔ جس طرح شمالی علاقہ جات میں معلق پل کثرت سے ہیں۔ یہاں بھی راستے میں ایک بہت بڑا معلق پل آیا جسے مور گو کا معلق پل کہتے ہیں جہاں سے اگر ایک گاڑی بھی گزرے تو سارا پل ہلنا شروع ہو جاتا ہے۔ شیگر میں سیاحوں کے لئے کوئی ہوٹل یا ریسٹورانٹ نہیں لہٰذا ہم نے ایک جگہ رک کر درختوں سے خوبانیاں توڑ کر کھائیں۔ شیگر میں ہم نے ایک ۴۰۰ سال پرانی مسجد دیکھی جسے دیکھنے سے اس علاقے کے قدیم طرز تعمیر اور ثقافت کی عکاسی ہوتی ہے۔ مسجد کے دروازے بڑے ہیں اور ان پر پرانے زمانے کی روایت کے مطابق نقش و نگار اور بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ یہ مسجد ساری کی ساری لکڑی کی بنی ہوئی ہے اور اس کا لکڑی کا مخروطی نما گنبد بھی قابل دید ہے۔ غیر ملکی سیاح خاص طور پر اس مسجد کے فنِ تعمیر سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہاں سے ہم واپس سکردو پہنچ گئے اور شام کو سکردو سے دو تین کلومیٹر دور قلعہ خرپوچو دیکھا۔

سفر کا دوسرا مرحلہ

۱۶ جولائی کو ہمارے سفر کا وہ مرحلہ شروع ہوا جس میں ہم نے گلگت اور اس کے آس پاس کے علاقوں کی سیر کرنی تھی۔

سکردو سے گلگت کا سفر ہم نے NATCO کی بس کے ذریعے طے کیا اور سات گھنٹوں میں گلگت پہنچ گئے۔ یہ سارا سفر انتہائی نازک اور مشکل ہے جس کے لئے ڈرائیور کو خاص طور پر بہت محتاط رہنا پڑتا ہے۔ جو شاہراہ سکردو کو گلگت سے ملاتی ہے اسے شاہراہ سکردو کہتے ہیں یہ سڑک گلگت سے ۳۹ کلومیٹر پہلے شاہراہ قراقرم سے مل جاتی ہے۔ اس سڑک کو بناتے ہوئے بہت سے جوانوں نے اپنی زندگیاں قربان کر دیں اور جگہ جگہ اس سڑک کے کنارے ایسے شہداء کی یادگاریں قائم ہیں۔ پونے چار بجے ہم گلگت پہنچ گئے جہاں ہم نے احمدیہ بیت الذکر میں قیام کیا بیت الذکر جماعت خانہ بازار میں واقع ہے۔ پہلے ایک روز تو ہم نے گلگت اور اس کے آس پاس کی مختلف جگہوں کی سیر کی اور پھر نلتر جانے کے لئے تیاری شروع کی۔ ہمارے سارے سفر کا یہ سب سے دلچسپ مرحلہ تھا جس میں ہم نے جیپ کا سفر کرنے کی بجائے ٹریکنگ کی۔ پہلے ہم بس پر گلگت سے نومل آئے۔ نومل پہنچے تو اس وقت شام چار بجے کا وقت تھا۔ بعض لوگوں نے یہ رائے دی کہ رات نومل میں ٹھہریں اور اگلی صبح نلتر جائیں مگر ایک آدمی جو نلتر پائیں جا رہا تھا اس کی دعوت پر ہم اس کے ساتھ ہو لئے اور مغرب تک ہم نلتر پائیں پہنچ گئے۔ ہم نے نلتر بالا جانے کے لئے نصف سفر طے کر لیا تھا۔ نلتر پائیں میں کوئی ہوٹل وغیرہ نہیں اس لئے ہم نے ایک سکول میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ کھانے کے لئے ہمارے پاس معمولی سامان تھا۔ اللہ کے سہارے پر سکول میں جا کر بیٹھ گئے۔ یہاں سے لوگوں کو ہماری آمد کا پتہ چلا تو وہ بڑی محبت اور خلوص سے ملے اور دو تین گھروں سے ہمارے لئے کھانا بھی آگیا۔ ایک دوست جو ہمارے ہی ہم عمر تھے ہمارے لئے دودھ لے آئے اور پھر آگ جلا کر چائے بنائی اور گرم گرم چائے ہم نے چسکیاں لے کر پی۔ واقعی یہاں کے لوگ بہت مہمان نواز تھے جنہوں نے ہمارے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ ان لوگوں کے لئے دل سے دعائیں نکلیں کہ خدا ان کے خلوص کو زندہ رکھے۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد ہم اپنا بقیہ سفر طے کرنے کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور دوپہر تک نلتر پہنچ گئے۔ نلتر میں فوجی چھاؤنی ہونے کی وجہ سے یہ علاقہ خاصا پررونق ہے اور یہاں سرکاری گیسٹ ہاؤس کے علاوہ ہوٹل وغیرہ بھی ہیں جہاں رہائش کا عمدہ انتظام ہے۔ ہم نے ایک ہوٹل سے خیمہ کرائے پر لیا اور اسے ہوٹل کے سامنے ہی نصب کیا اور پھر دو راتیں ہم نے اس خیمے میں گزاریں۔ نلتر کی خوبصورتی کی وجہ اس کے بڑے بڑے سرسبز درخت ہیں۔ ہماری وہاں موجودگی کے دوران آس پاس کے پہاڑوں پر برف جمی ہوئی تھی جو سورج نکلنے کے بعد چمک اٹھتی۔ سورج سرِ شام ہی پہاڑوں کی اوٹ میں چھپ جاتا اور پھر سردی کا احساس شروع ہو جاتا۔

ایک رات نلتر میں رہ کر ہم اس جھیل کی سیر کے لئے گئے جو نلتر سے ساڑھے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک اس جھیل کا نام کوڈو جھیل ہے اور بعض کے نزدیک اسے نلتر کی مناسبت سے نلتر جھیل ہی کہتے ہیں۔ تین گھنٹوں میں ہم اس جھیل تک پہنچے جس کا سارا راستہ سرسبز جنگل سے ڈھکا ہوا ہے اور درختوں کو کاٹ کاٹ کر راستہ بنایا گیا ہے۔ جھیل پر سب سے پہلی نظر پڑی تو پتا چلا کہ یہ تو بہت چھوٹی ہے اور نہ جانے اس کی اتنی شہرت کیوں ہے لیکن جب آگے بڑھے تو جھیل کی خوبصورتی نے دل موہ لیا۔ کیونکہ یہ جھیل مکمل طور پر قدرتی ہے اور اس پر کوئی تعمیر نہیں ہوئی۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا پانی چشموں سے آتا ہے۔ جھیل کے چاروں اطراف میں چشمے بہہ رہے ہیں جس کی وجہ سے جھیل کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانی صاف شفاف ہے۔ جھیل کی سطح پر پانی کے مختلف رنگ نظر آتے ہیں۔ اس کی تہہ میں اگے ہوئے سرسبز ننھے منے پودوں سے کہیں تو اس کی سطح سبز ہے اور کہیں کہیں جھیل کی سطح پر آسمان کا نیلگوں عکس جھلکتا ہے۔

جھیل کے ارد گرد کا ماحول بھی انتہائی پُرسکون ہے۔ بعض غیر ملکیوں کو ہم نے جھیل کے کنارے کیمپ لگا کر سوتے ہوئے دیکھا۔ وہ دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ اس دور دراز مقام پر ایسے آرام کر رہے تھے جیسے سارا سکون انہیں یہیں میسر آگیا ہو۔ غالب نے بھی ایسی ہی جگہ کی تلاش کی خواہش کی تھی کہ

ع۔ رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

غرض یہ جھیل اتنی خوبصورت ہے کہ گھنٹوں اس کے مناظر سے لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے ہماری وہاں موجودگی کے دوران بارش شروع ہو گئی اور انتہائی دلکش سماں بندھ گیا۔ جھیل پر کچھ دیر فوٹو گرافی بھی کی اور پھر ہم واپس نلتر آگئے۔ اگلے دن پیدل ہی نلتر سے نومل پہنچے جہاں سے بس پر بیٹھ کر ہم گلگت آگئے۔

نلتر کے بعد ہم نے وادی ہنزہ کی سیر کی جن میں کریم آباد، علی آباد اور ہوپر گلیشئر کے علاقے شامل ہیں۔ ان علاقوں کا ذکر اکثر سننے کو ملتا ہے اس لئے تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں گلگت میں مزید ایک دو روز ٹھہرے اور وہاں کا روائتی تحفہ خشک پھل خریدا۔ جو سردیوں کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں۔

الغرض سکردو اور گلگت کی مختلف جگہوں کی سیر کے دوران کوہساروں کے اس دیس میں ہمارے جو چند روز گزرے وہ انتہائی خوشگوار اور دلچسپ مصروفیات پر مبنی تھے اسی لئے پاکستان کے شمالی علاقہ جات ہمارے وطن کی خوبصورتی اور شہرت کا نشان بن گئے ہیں۔ گلگت اور سکردو ایسے ہی علاقے ہیں جہاں کے لوگوں کی بود و باش اور طرزِ معاشرت دوسرے لوگوں سے مختلف ہے۔

دور دراز پہاڑوں میں رہنے والوں نے کوہساروں میں اپنا دیس بسایا ہے۔ اپنے وطن کی خوشبو سے انہیں محبت ہے۔ دیس کی مٹی انہیں بہت عزیز ہے اور یقیناً وہ اہل نظر ہیں کہ انہوں نے دور دراز علاقوں میں بستیاں قائم کی ہیں جہاں تنہائی، سکون، خوبصورتی اور پرشکوہ مناظر زندگی کو بہت دلچسپ بناتے ہیں جہاں کی زندگی میں اطمینان اور خوشحالی ہے اور وہ اپنی محدود زندگی پر بھی قانع ہیں۔

ان علاقوں کی انہی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے لوگ وہاں کا رخ کرتے ہیں تاکہ چند دن وہاں گذار کر سکون اور اطمینان حاصل کریں۔ ہم بھی سولہ سترہ دن ان علاقوں کی سیر کے بعد ۲۹ جولائی کو گلگت سے بس کا سترہ گھنٹے کا سفر کر کے راولپنڈی آئے اور راولپنڈی سے رات کا سفر کر کے صبح بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

لگایا ہے جس میں یہ تحریر ہے کہ نئے آنے والوں کے متعلق یہ معلوم کیجئے کہ کیا ان کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ چاول موجود ہیں۔ اگر ہیں تو وہ دیگر غیر ملکیوں کے پاس ان کی مقرر کردہ قیمت کے مطابق ہرگز نہ بیچیں کیونکہ سفارت خانہ خود اپنے کارکنوں کے لئے یہ چاول خریدنا چاہے گا۔

کہتے ہیں کہ فلپائن کے لوگ سب سے زیادہ غریب ہیں اور وہ عراق میں ابھی تک دس ہزار کی تعداد میں موجود ہیں جن میں تین ہزار عورتیں اور بچے بھی ہیں اور ان سب کو ایک کھلی جگہ پر جس کا نام حقیقہ ہے رکھا گیا ہے۔ ان کے لئے ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ کچھ ٹماٹر مہیا کر سکیں یا کھیرے کہیں سے لے آئیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو ان کے پاس اب تھوڑی بہت مقدار میں رہ گئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کیمپ میں حالات بہت ابتر ہیں اور یہ بات اقوام متحدہ کے ایک افسر نے کہی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ عراقی حکومت یہ بات بھی برداشت نہیں کرتی کہ ان لوگوں کے لئے باہر سے کوئی امداد مہیا کی جائے۔ جہاں تک فلپائن کے سفارت خانے کا تعلق ہے۔ وہاں جتنی تعداد میں لوگ رکھے جا سکتے ہیں وہ پہلے سے ہی موجود ہیں اور ان کی تعداد ۷۰ ہے عورتیں اور بچے۔ اور سفارت خانہ حتی الامکان ان کی مدد بھی کرتا ہے۔ لیکن یہ مدد کوئی ایسی آسان بات بھی نہیں۔ وہ ان کو کسی دوسرے علاقے میں پہنچانے کے لئے بسیں بھی کرایہ پر آسانی سے نہیں لے سکتے۔ کیونکہ ۴۰ نشستوں والی بس کا کرایہ اردن کی سرحد تک کے لئے ۳۰۰۰ ڈالر ہے جہاں تک بھارت کے لوگوں کا تعلق ہے ان کی کیفیت دوسروں سے کافی بہتر ہے کیونکہ انہوں نے عراق کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اپنے سفارتخانے کو کویت میں بند کر دیا تھا۔ بھارتی کارکنوں کو ایک بہتر کیمپ میں جو خاصا منظم ہے اور سفارت خانے سے زیادہ دور بھی نہیں رکھا گیا ہے عراقی حکومت نے انہیں دو سو خیمے مہیا کئے ہیں۔ ہر خیمے میں ۱۵ سے بیس تک افراد رہ سکتے ہیں۔ جہاں تک بھارت کے سفارت خانے کے سٹاف کا تعلق ہے یہ دو کارواں گاڑیوں میں ائیر کنڈیشن کی حالت میں کام کر رہا ہے اور یہ اپنے واپس آنے والوں کو بہتر طریق پر منظم کرنے کے قابل ہے۔ بنگلہ دیش کے لوگ بھی جلد از جلد وہاں سے باہر آنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہر شام ۱۵۰۰ بنگلہ دیشی عراق چھوڑ دیتے ہیں بہت سے ایسے ہیں جن کے پاس پاسپورٹ بھی نہیں ہیں کیونکہ کویت کے آجروں نے ان کے پاسپورٹ اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ ان کا سفارت خانہ ایسے لوگوں کو اردن بھیج دیتا ہے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں ہمارے پاس کوئی کھانے پینے کا سامان بھی نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ ریڈ کراس سوسائٹی کے افراد ان کی دیکھ بھال کر سکیں۔ اگرچہ بنگلہ دیشی حکومت بسیں کرائے پر لے کر اپنے لوگوں کو اردن پہنچاتی ہے لیکن اخراجات کے پیش نظر یہ کام زیادہ دیر تک چلتا نظر نہیں آتا۔

نمایاں کامیابی

○ عزیزم عمر شہاب خان صاحب نے ۱۹۸۹ء میں این ای ڈی یونیورسٹی کراچی سے الیکٹرونکس میں فرسٹ کلاس تھرڈ پوزیشن حاصل کی تھی۔ حال ہی میں عزیز کو بی آئی سی سی اسکالر شپ (برطانوی ایوارڈ) کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے۔ مذکورہ اسکالر شپ کے لئے پاکستان سے واحد منتخب امیدوار ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور مزید نمایاں کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

○ عزیزہ عائشہ ناصر بنت پروفیسر ناصر احمد صاحب آف پشاور نے میٹرک کے امتحان ۱۹۹۰ء میں ۸۵۰/۷۴۴ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں لڑکیوں میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو یہ اعزاز مبارک فرمائے اور اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

ناظر تعلیم
صدر انجمن احمدیہ (پاکستان) ربوہ

آپ کا خط ملا

مکرم شریف احمد صاحب مربی سلسلہ مصطفےٰ آباد ضلع قصور لکھتے ہیں۔

"خاکسار آپ کا مستقل قاری ہے۔ بندش کے بعد جب سے الفضل دوبارہ جاری ہوا ہے یا یوں کہیئے کہ جب سے آپ ایڈٹ کرنے لگے ہیں سچ پوچھیئے تو الفضل حالات کے مطابق پہلے سے بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ نیز میری طرف سے آپ کو مبارکباد بھی ہو۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ چند روز قبل آپ نے لکھنے کی تاکید کی اور یہ چند حروف اسی تاکید کے نتیجہ میں لکھ کر سپرد ڈاک کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ خط آپ تک پہنچ جائے گا۔

روحانی خزائن کا مطالعہ

ہم میں سے ہر ناصر کو اپنے علم و فضل میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے۔ ایک ایمان لانے والے کی شان یہی ہے کہ اس کے دو دن ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اس کا ہر نیا دن گزرے ہوئے دن کی نسبت زیادہ بہتر اور زیادہ بلند شان کا حامل ہونا چاہیئے اس کے لئے مطالعہ قرآن کریم۔ احادیث مبارکہ لازمی ہے اور روحانی خزائن کی مقررہ کتب کا باقاعدگی سے مطالعہ ناگزیر ہے ہر ناصر کے سرہانے کے پاس مقررہ کتاب روزانہ مطالعہ کے لئے موجود رہنی چاہیئے ہر ناصر کی صبح کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ سے ہونا چاہیئے اور دن بھر کی بھاگ دوڑ کے بعد رات کو سونے سے قبل آدھ پون گھنٹہ روحانی خزائن کی مقرر کردہ کتاب کا مطالعہ ہر ناصر کی روزانہ زندگی کا معمول ہونا چاہیئے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

کوشش کریں کہ فالتو کھانا اور سبزیوں کے چھلکے وغیرہ ضائع ہونے کی بجائے جانوروں کی غذا بنیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات میں سے

پشاور ہائی کورٹ کے پانچ ایڈیشنل ججوں کو مستقل کرنے کی منظوری دے دی گئی ہے۔ ان میں پشاور ہائی کورٹ کے فل بینچ میں شامل جسٹس قاضی محمد جمیل کو مستقل نہیں کیا گیا جنہوں نے سرحد اسمبلی اور شیرپاؤ کابینہ کی بحالی کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔ ممکن ہے اس اقدام کی وجہ کوئی اور ہو لیکن اس کا اعلان ایک ایسے وقت میں ہوا ہے جب اس سے یہ شک و شبہ ہو سکتا ہے کہ جج موصوف کو انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ حکومت کو اپنے فیصلے کی وجوہات کے بارے میں عوام کو اعتماد میں لینا چاہئے۔ اصولی طور پر عدلیہ کی آزادی کو آئینی تحفظ حاصل ہے اور عدلیہ کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ حکومت وقت کی منشاء کے تابع ہو کر فیصلے کرے۔ اس صورت میں انصاف کے تقاضے مجروح ہوتے ہیں۔ ایک جج کو ہر طرح کے خوف، لالچ اور تعصب سے بالاتر ہو کر اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور کسی طرف سے بھی مملکت کے اس اہم ستون کو کمزور کرنے کی کوشش نہیں ہونی چاہئے۔ پاکستان میں اس اعتبار سے بدقسمتی سے ریکارڈ اچھا نہیں رہا اور حکومتِ وقت نے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ عدلیہ بھی اس کی تابع مہمل بن کر رہ جائے اس ضمن میں بدترین اقدام پی۔ سی۔ او۔ کا نفاذ تھا جب حکومت نے اپنے "ناپسندیدہ" ججوں کو نیا حلف دینے سے انکار کر دیا اور بعض نے اپنے ضمیر کی آواز پر از خود حلف نہ لیا اس طرح حکومت کا راستہ صاف ہو گیا۔ آج جب ملک پر ایک نگران حکومت فائز ہے تو اسے ہر طرح کی پارٹی پالیٹکس سے بالاتر ہو کر طرزِ عمل اپنانا چاہئے۔

(اداریہ نوائے وقت ۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

ہفت روزہ "تکبیر" نے روزنامہ "جسارت" کراچی کی درج ذیل خبر شائع کی ہے۔

بے نظیر اسلام سے خارج ہو گئیں ہیں۔

صاحبزادہ کاظمی

مرکزی علماء مشائخ کونسل پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل صاحبزادہ سید یونس شاہ کاظمی نے کہا ہے کہ برطرف وزیر اعظم بے نظیر بھٹو دائرہ اسلام سے خارج ہو گئی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ۱۹ جولائی ۱۹۹۰ء کو لاہور ایئرپورٹ پر کہا تھا کہ وہ پارلیمنٹ کی بالادستی چاہتی ہیں اور انسانوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کو مناسب نہیں سمجھتیں انہوں نے کہا کہ چونکہ انہوں نے ابھی تک تائب ہونے کیلئے اعلانیہ توبہ نہیں کی، چنانچہ وہ قرآن شریف کی روشنی میں اسلام سے خارج ہو چکی ہیں۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۱۹ ستمبر)

پردہ مرد اور عورت کی عفت کی حفاظت کا ضامن ہے

"میں نے بار بار یہ بات وضاحت سے بیان کی ہے کہ ... پردہ عورتوں کی عفت کی حفاظت کے لئے ہے۔ نیز مرد عورت کی علیحدگی کی ... روح کی حفاظت کی جائے تاکہ وہ ایک برقی رَو کی طرح ایک دوسرے کے علاقہ میں نہ جائیں اور انسانی رشتوں کو شارٹ سرکٹ نہ کریں۔ یہ ہے ... پردہ کی اصل روح اور غرض۔ مگر میں نے یہ وضاحت بھی کی تھی۔ یہ کسی بھی انسانی دائرہ میں خواتین کی بامعنی اور صحت مند شرکت میں روک نہیں بنتا۔ یہ بات ہے جو سمجھائی جانی ضروری ہے۔ لہٰذا میں نے بارہا جماعتوں کو سمجھایا ہے کہ اگر کوئی خاتون لیڈی ڈاکٹر ہے اور اس پیشہ میں اس کو مختلف اپریشن اور تجربات وغیرہ کرنے پڑتے ہیں۔ جس کا کرنا پاکستان میں پائے جانے والے سخت پردہ کے ساتھ ممکن نہیں۔ اب خواہ یہ خاتون پاکستانی بھی ہو اس کو پورا حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسا لباس استعمال کرے جو کہ اس کے پیشہ کے مناسب ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس لباس کو روزمرہ زندگی کے معمول کا لباس بنا لے۔ اور اس لباس میں گھروں میں جائے اور سڑکوں پر نکلے لہٰذا اگر کوئی خاتون اس معاملہ میں دیانتدار ہے تو ... پردہ اس کے پیشے اور صحتمند عمل میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔ اس کے بعد یہ اس کی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو خطرات سے محفوظ رکھے اور اپنے پردہ کو ایسا نہ بنائے کہ ایک احمدی اور غیر احمدی عورت میں فرق ہی نہ رہے۔"

اطلاعات و اعلانات

سانحۂ ارتحال

○ مکرم مظفر احمد صاحب ایبٹ آباد کی والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبد الغنی صاحب نمبردار آف چک سدیو ضلع سیالکوٹ مختصر علالت کے بعد ۳۰ اگست ۹۰ء کو وفات پا گئیں۔

○ محترمہ غلام بی بی صاحبہ بیوہ چوہدری عبد الرحیم صاحب ذیلدار آف چوہدریوال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقضائے الٰہی ۲۳ ستمبر ۹۰ء بوقت ۸ بجے صبح انتقال فرما گئیں۔ اسی دن بعد نماز مغرب بیت المہدی میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ موصوفہ ان دنوں اپنے داماد مکرم چوہدری غلام قادر صاحب ۹/۲، دار البرکات ربوہ کے پاس مقیم تھیں۔

○ مکرم ڈاکٹر محمد رشید صاحب آف جلال پور جٹاں کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی مورخہ ۲۲ ستمبر ۹۰ء بروز ہفتہ وفات پا گئی ہیں۔

احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دُعا کریں۔

درخواست دعا

○ مکرم سردار عبد القادر صاحب کے نواسے عمران ظفر کا ہاتھ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ راولپنڈی میں بڑا اپریشن کرنا پڑا۔ مگر اب پٹی کھلنے پر معلوم ہوا ہے کہ اس کا دوبارہ اپریشن ہو گا۔

احباب ان کے لئے دُعا کریں۔

سالانہ اجتماع لجنہ کے مقابلہ جات کیلئے نام بھجوائیں

لجنہ اماء اللہ پاکستان اور ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۹، ۱۰، ۱۱ نومبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار کو متوقع ہے۔ اس میں جو خواتین یا بچیاں پروگرام کے مطابق حصہ لینے کی خواہش مند ہوں اس لجنہ کی صدر ان کے نام اور تقریروں کے عنوان ۳۱ اکتوبر تک بھجوا دیں۔ اسی طرح آنے والے نمائندگان کے نام بھی نیز ازات بھی صدر لجنہ مقامی کی تصدیق لے کر آئیں۔

جنرل سیکرٹری
(لجنہ اماء اللہ پاکستان ربوہ)

گمشدہ نقدی

○ خاکسار کے تین صد روپے دفتر لجنہ سے دفاتر صدر انجمن احمدیہ جاتے ہوئے کہیں گر گئے ہیں۔ جس صاحب کو ملیں پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

بشیر احمد
کارکن لجنہ اماء اللہ ربوہ

ضروری اعلان

○ وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا جنہوں نے اب داخلہ لیا ہے سے گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد خاکسار کو مندرجہ ذیل کوائف سے آگاہ فرمائیں۔ شکریہ

نام، ولدیت، ڈیپارٹمنٹ/کلاس، تعلیمی ادارہ کا نام، مکمل ایڈریس۔

اپنے ڈیپارٹمنٹ یا ادارہ میں کتنے احمدی طلباء کو جانتے ہیں؟

مندرجہ بالا کوائف آپ کے فائدہ اور راہنمائی کے لئے ہمیں جلد از جلد درکار ہیں۔

ایڈریس برائے کوائف

(۱) دار الحمد ۱۳۴، اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور

(۲) منور احمد جاوید ناظم دار الحمد (احمدیہ ہوسٹل) لاہور

الفضل کی قدر و قیمت کا اندازہ

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا،

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں۔ مگر وہ دن آ رہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی۔ لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔"

(الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۴۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر الفضل (بائیں) محترم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب (دائیں) کے ساتھ

"انسانی کمزوری کا تو کچھ بھی ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔" (ملفوظات جلد اوّل صـ ۲۴۴)

خوشخبری

صارفین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ہم نے دوبارہ مفردات۔ مرکبات۔ عرقیات۔ مربہ جات کی سیل شروع کردی ہے۔ ہر قسم کی صاف ستھری۔ سستی خالص اور معیاری اشیاء خریدنے کے لئے جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار۔ ربوہ پر تشریف لائیں۔

مینجر

جدید دواخانہ خدمت خلق

گولبازار۔ ربوہ فون ۶۵۹

پوسٹ کوڈ ۳۵۴۶۰

خبریں

ملکی خبریں

○ لاہور ہائی کورٹ کے ایک فل بنچ نے پیپلز پارٹی کے گیارہ رہنماؤں کو توہین عدالت کے نوٹس جاری کئے ہیں۔ یہ نوٹس ۲ اکتوبر کو ہائی کورٹ میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی آمد کے موقع پر ہنگامہ آرائی کے ضمن میں جاری کئے گئے ہیں۔ ان رہنماؤں کو ۱۴ اکتوبر کو طلب کیا گیا ہے کہ وہ فل بنچ کے روبرو پیش ہو کر بتائیں کہ کیوں نہ ان کے خلاف توہینِ عدالت کی کارروائی کی جائے۔

○ صدر غلام اسحٰق خان نے کہا ہے الیکشن میں جو بھی جیتے گا میں اس کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار ہوں۔ وائس آف امریکہ کا کہنا ہے کہ صدر اسحٰق اور بے نظیر میں اختلافات ایسے خطرناک مادے کی طرح ہیں جو بے نظیر کی جیت کی صورت میں دھماکہ سے پھٹ سکتا ہے۔

○ وفاقی وزیر غلام مصطفےٰ کھر نے کہا ہے کہ وہی وزیراعظم کامیاب ہوگا جسے فوج کی حمایت حاصل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ فوج ایسی طاقت بن چکی ہے جسے سیاسی فیصلوں میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

○ کراچی میں ایم کیو ایم کے خلاف الیکشن لڑنے کے لئے جمیعت علمائے پاکستان جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کے درمیان مفاہمت کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

○ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ اگر الیکشن کمیشن نے کراچی اور حیدر آباد میں ہمیں سائیکل کا انتخابی نشان نہ دیا تو ہمارے تمام امیدوار دستبردار ہو جائیں گے۔

○ بلوچستان سے آئی جے آئی اور جمہوری وطن پارٹی کا ٹکٹ حاصل کرنے والے دو امیدواروں نے ٹکٹ واپس کر دیئے ہیں اور آزاد حیثیت سے انتخاب لڑنے کا اعلان کیا ہے۔

○ بھارت میں مسلمان اقلیتوں کے جان و مال کے نقصان پر وزیراعظم غلام مصطفےٰ جتوئی نے غم کا اظہار کیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی ۴۵ سال کے بعد دوبارہ متحد ہو گئے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ حالیہ تبدیلی کے بعد سارے ملک میں جشن کا سماں نظر آ رہا ہے اور لوگ بڑے جوش و خروش کے ساتھ خوشیاں منا رہے ہیں۔ متحدہ جرمنی جغرافیائی لحاظ سے فرانس سے چھوٹا ہے لیکن آٹھ کروڑ کی آبادی والا یہ ملک یورپی برادری میں اقتصادی طور پر سب سے زیادہ مضبوط ملک ہوگا۔

○ روسی پارلیمنٹ نے آزادیٔ ضمیر اور مذہبی تنظیموں کے قیام کی اجازت دینے کے بارے میں ایک بل کی منظوری دے دی ہے۔ بل کی حمایت میں ۳۴۱ اور مخالفت میں صرف دو ووٹ آئے۔ اس کے بعد ۱۹۲۹ء کا وہ قانون کالعدم ہو جائے گا جس نے مذہبی آزادی پر پابندیاں عائد کی تھیں۔ تاہم اب بھی پارلیمنٹ نے سرکاری سکولوں میں اپنی پسند کی مذہبی تعلیم دینے اور سرخ فوج میں مذہبی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی۔

○ پاکستان کے مبینہ ایٹمی پروگرام پر ردِ عمل کے طور پر امریکی انتظامیہ نے پاکستان کی فوجی و اقتصادی امداد معطل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پاکستانی وزیرِ خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے امید ظاہر کی ہے کہ باہمی بات چیت سے کوئی سمجھوتہ طے پا جائے گا۔

پتہ